شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ　　　　　(قسط: اوّل)

قیامت کے دن ہر انسان اپنے امام کے ساتھ ہوگا

ہر انسان کا فرض ہے دنیا میں سوچ لے کہ بہشت میں پہنچانے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اماموں میں سے کس کی تابعداری کر رہا ہے؟

یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا.

[بنی اسرائیل، آیت: ۷۱]

ترجمہ:　جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ ہر ایک انسان قیامت کے دن اس امام کے ساتھ ہوگا جس کی دنیا میں فرماں برداری کیا کرتا تھا۔

ا۔ بہشت میں پہنچانے والے امام:

قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ. وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ. وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ. وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ. وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ.

[الانبیاء: ۶۹۔۷۳]

ترجمہ:　ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انھوں نے اس (ابراہیم) کی برائی چاہی سو ہم نے انھیں ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے۔ جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے اسے اسحٰق بخشا۔ اور انعام میں یعقوب دیا۔ اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا۔ جو ہمارے حکم سے راہنمائی کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انھیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

ان آیات میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہوا ہے۔ یہ حضرات ایسے تھے جو اللہ تعالے کے حکم سے انسانوں کی صحیح رہنمائی کرتے تھے اور ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کے حق میں شہادت خیر دے رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے تھے۔ انسانوں میں سے وہ لوگ

کتنے بڑے خوش نصیب ہوں گے جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں اپنا امام (رہبر) بنالیں گے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں:

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ.

[الحج، آیت: ۷۸]

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو، جیسا کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے، اسی لیے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام امت محمدیہ کے باپ ہیں: (از حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لیے ساری امت کے باپ ہوئے دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینِ ابراہیمی پر ہی ہیں۔ آپ کے اصولِ دین ابراہیم علیہ السلام والے دین ہی کے ہیں۔ البتہ ان اصولوں کو صورتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے وقت صورتوں میں علیحدگی نظر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس ضابطے کی ایک مثال روزہ میں پائی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

[البقرہ، آیت: ۱۸۳]

ترجمہ: تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔

اس اعلان سے ثابت ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا۔ مطلق روزہ رکھنے کا تمام شرائع میں اتفاق ہونے کے باوجود اوقات روزہ اختلاف رہا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے۔ اور یہود پر عاشورہ اور ہر سینچر کے

علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے حضرت عیسیٰ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

بعینہٖ اسی طرح ملت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام میں اصولاً اتحاد بھی ہے اور صورت میں اختلاف بھی ہے۔ گزشتہ سطور سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں کے اصلی امام الائمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اس کے بعد ملت ابراہیمی کی تجدید کرنے والے خاتم النبین شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے امام تجویز کیے گیے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امام تجویز کیے گئے ہیں۔

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو:

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الۡهُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَ ت مَصِیۡرًا.

[النساء، آیت: ۱۱۵]

ترجمہ: اور جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت تسلیم کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی امامت بھی ہمیں ماننی پڑے گی ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض اور جہنم ٹھکانا ہوگا۔ **اللھم لا تجعلنا منھم**

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امامت کے تسلیم کرنے اور ان کی فرماں برداری کے ضروری ہونے کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح ایک بہت بڑی وسیع مسجد میں جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ سکے تو مکبّر کھڑے کیے جاتے ہیں۔ امام سے دور والے نمازی دراصل اقتداء امام صاحب کی کر رہے ہیں مگر رکوع سجود وغیرہ میں مکبّر کی آواز ہی سے نقل وحرکت کرتے ہیں۔ باوجود امام کا وجود نہ دیکھنے اور اس کی آواز کے نہ سننے کے ہر نمازی یہی سمجھتا ہے کہ میں اپنے اس امام کی اقتدار میں نماز پڑھ رہا ہوں جو محرابِ مسجد میں کھڑا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح مسلمان اپنے اس امام کی فرماں برداری (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کا پابند ہو) اسی خیال سے کرتے ہیں۔ گویا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر رہے ہیں اور جو امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہو اس کی اطاعت مسلک اہل السنّت والجماعت کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

کھرے اور سچے مسلمان:

سچے مسلمانوں کے اماموں کی ترتیب یوں ہوئی آج سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک مسلمانوں کے کل متبع سنت امام اور ان کے آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام سے آگے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت:

اِنَّ اِبۡـرٰهِيۡمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيۡفًا وَ لَمۡ يَكُ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ. شَاكِرًا لِّاَنۡعُمِهٖ اِجۡتَبٰهُ وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ. وَ اٰتَيۡنٰهُ فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَ اِنَّهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ. ثُمَّ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ.

[النحل:۱۲۰۔۱۲۳]

ترجمہ:　بے شک ابراہیم ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہوا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اسے اللہ نے چن لیا۔ اور اسے سیدھی راہ پر چلایا۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی اور آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا۔ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی۔ کہ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محاسن:

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ محاسن گنوائے گئے ہیں:

(۱) ایک پوری امت کے قائم مقام (۲) اللہ تعالیٰ کا فرنبردار۔ (۳) تمام غلط راستوں سے ہٹا ہوا۔ (۴) شرک سے بیزار۔ (۵) اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ (چنا ہوا)۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرگزار۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ پر چلنے والا۔ (۸) جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خوبی عطا فرمائی تھی۔ (۹) آخرت میں نیکوکاروں میں ہوگا۔ (۱۰) مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

امت کے امام حضور انور اور آپ کا امام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی شہادت کے مطابق دس خوبیوں کے حامل تھے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم اپنے امام ائمہ کے محاسن کا اتباع کریں۔ اور ان کی جو خوبیاں امت کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں انھیں اپنانے کی سعی بلیغ کریں۔ بالخصوص مسلمانوں کے ائمہ کرام کو ان محاسن کا حامل ہونا اشد ضروری ہے تاکہ مسلمان ان کی امامت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت خیال کریں۔ اور ان کے محاسن کو دیکھ کر ان کے مقتدی بھی راہِ راست پر آئیں۔ اور ان کا نمونہ اختیار کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

(خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ر ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ر جون ۱۹۵۸ء) (جاری ہے)